رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

بخدمت شریف اکرم علیہ السلام ایم ایل سی
شیر فیروز پور
Ferozepore City

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ایڈیٹر مسئول احمدی

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۷ء | نمبر ۷

RADIA 21 MAY

FEROZEPORE CITY DELY. 22MAY 37 8 — A.M.

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کراچی میں بخیریت رونق افروز ہیں۔ ایک ہفتہ تک مع الخیر واپسی کی امید ہے۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو دردِ سر کی تکلیف ہے۔ اور ضعف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمادیں۔

(۳) خاکسار کی اہلیہ جو عرصہ سے صلابت جگر اور کمزوری دل و گردہ کی وجہ سے علیل چلی آتی ہیں۔ جس سے تمام بدن پر ورم ہو گیا تھا۔ اور لاہور میں ان کا علاج قریباً ۲½ ماہ تک ہومیو پیتھک کے مشہور ڈاکٹر سے کرایا گیا۔ مگر صحت میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔ آخر وہ علاج چھوڑ کر اینو پیتھک کا علاج قادیان میں شروع کیا۔ اس سے خدا نے اپنے فضل سے بہت فائدہ پہنچایا۔ ورم بالکل جاتا رہا۔ البتہ کمزوری زیادہ ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب دعائے صحت و زندگی فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں۔ اور خدا سے اجرِ عظیم پائیں۔

(عاجز قاسم علی)

شرح چندہ میں اضافہ

مجلس مشاورت ۱۳۱۶ھ کے دوسرے اجلاس میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا تھا۔ کہ موصی و غیر موصی احباب جو خوشی سے پسند فرمائیں اپنی شرح چندہ میں تین سال کے لئے حسب ذیل طریقوں پر اضافہ کرائیں:۔

(۱) جو دوست موصی ہیں۔ وہ اپنے حصہ آمد کا ایک درجہ بڑھادیں۔ مثلاً جو موصی اب اپنی آمد کا دسواں حصہ ادا کرتے ہیں۔ وہ تین سال کے لئے نواں حصہ داخل کرنا منظور فرمالیں۔ جو دوست نواں حصہ دیتے ہیں۔ وہ آٹھواں حصہ دینا شروع کردیں۔ علیٰ ہذا القیاس

(۲) غیر موصی احباب اپنا چندہ عام بجائے ایک آنہ فی روپیہ کے سوا آنہ فی روپیہ کے حساب سے دیا کریں۔ مندرجہ بالا ہر دو قسم کے اضافے اختیاری ہیں۔ یعنی جو دوست خوشی سے بڑھانا چاہیں۔ بڑھا سکتے ہیں۔ مگر ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ صدر انجمن کی موجودہ مالی حالت کے پیش نظر اور حضور کی تحریک کے احترام میں احباب جماعت کا بیشتر حصہ مجوزہ اضافہ چندہ اپنی خوشی سے قبول کریگا۔

موصی اور غیر موصی احباب کو جو اس طرح اپنا چندہ بڑھائیں گے۔ حق ہوگا۔ کہ تین سال کے بعد اپنی پرانی شرح پر لوٹ آئیں۔

اضافہ کی اطلاع دیتے وقت یہ ضرور تحریر فرمائیں۔ کہ اضافہ کس تاریخ سے ہے۔ اور پہلے چندہ یا حصہ آمد کی کس قدر رقم ہوا کرتی تھی۔ اور آئندہ کیا ہوا کریگی۔ اب جو دوست اضافہ کریں۔ ان کا یکم مئی ۱۹۳۷ء سے ہونا چاہیئے

(خانصاحب) فرزند علی ناظر بیت المال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک قرضہ ایک لاکھ

مجلس مشاورت ۳۶ء کے دوسرے اجلاس میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا تھا۔ کہ ایک لاکھ روپیہ مخلصین جماعت سے بطور قرض حسنہ جمع کیا جائے۔ جو پانچ سال میں واپس دیا جائیگا۔ لیکن جو دوست اس قدر لمبے عرصہ کے لئے قرض نہ دے سکتے ہوں۔ وہ اس سے کم عرصہ کے لئے قرض دیں۔ مگر یہ عرصہ ایک سال سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ اس طرح وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔ (اس قرضہ میں ایک سو اور اس سے اوپر کی رقمیں حتی الوسع پورے سینکڑوں میں قبول کی جاتی ہیں۔ جو دوست تنہا ایک سو روپیہ دینے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ وہ کسی اور دوست کے ساتھ مل کر اس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں)

ابھی تک جن احباب کی طرف سے اس مد میں روپیہ وصول ہوا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی اور رقوم شکریہ کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۱) ملک محمد شفیع صاحب نوشہرہ چھاؤنی -/-/100
(۲) بابو عبد العزیز صاحب پنشنر قادیان -/-/5000
(3) اہلیہ صاحبہ چودھری علی اکبر صاحب چکوال -/-/440
(۴) ملک نواز خاں صاحب قادیان -/-/100
(5) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب قادیان -/-/3000
(6) سردار رشید احمد صاحب کھالڑا -/-/100
(7) راجہ غلام محمد صاحب ملوٹ -/-/100
(8) اہلیہ صاحبہ ملک محمد شفیع صاحب۔ نوشہرہ چھاؤنی -/-/200
(۹) بابو شمس الدین صاحب لنڈی کوتل -/-/100
(۱۰) میاں حیات محمد صاحب پشاور -/-/400
(۱۱) ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب صوبیدار ملتان -/-/100
(۱۲) بابو محمد حسین صاحب فیروز پوری کوئٹہ -/-/500
(13) شیخ محمد حسین صاحب ملتان -/-/100
(۱۴) ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنور -/-/100
(۱۵) خواجہ محمد عثمان صاحب فیروز پور -/-/1500
(16) ڈاکٹر صوبیدار محمد الدین صاحب بنوں -/-/1000
(17) مولوی نور الحق صاحب۔ حیدر آباد دکن -/-/150
(18) سید مصطفےٰ حسین صاحب " " -/-/100
(۱۹) چودھری محمد شفیع صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں -/-/300
(۲۰) نواب اکبر یار جنگ بہادر۔ حیدر آباد دکن -/-/100
(۲۱) مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن -/-/100
(۲۲) مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ " " -/-/100
(23) مکرمہ امتہ الحی صاحبہ " " -/-/200
(۲۴) مکرمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ " " -/-/100
(۲۵) خان بہادر غلام محمد صاحب پنشنر قادیان -/-/1000
(۲۶) ملک حسن محمد صاحب " -/-/100
(۲۷) اہلیہ صاحبہ ملک حسن محمد صاحب " -/-/100
(۲۸) خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب " -/-/1000
(۲۹) مستری سلطان بخش صاحب کلر کہار -/-/100
(30) سید رشید احمد صاحب زابل -/-/650
(31) آنریبل نواب چودھری محمد الدین صاحب جودھپور -/-/12800
(۳۲) قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے لاہور -/-/500
(33) بابو اکبر علی صاحب قادیان -/-/500
(34) پیر عبد الرحمن صاحب موضع مرزا -/-/150
(35) چودھری اللہ بخش صاحب نوشہرہ چھاؤنی -/-/230
(36) صوبیدار محمد عبد اللہ صاحب انڈین آرمی قادیان -/-/100
(37) ملک عبد الرحیم صاحب جھنگ مگھیانہ -/-/300
(38) بابو سراج الدین صاحب قادیان -/-/500
(39) ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب۔ کوٹ سارنگ -/-/300
(۴۰) بابو محمد سعید صاحب سرگودھا -/-/100
(41) شیخ عبد الغنی صاحب پشاور -/-/2000
(۴۲) بابو اعراف اللہ صاحب نوشہرہ چھاؤنی -/-/100
(43) خان ظفر الحق خانصاحب۔ رہتک۔ -/-/200
(44) چودھری شاہ نواز صاحب سیالکوٹ شہر -/-/100
(۴۵) مکرمہ حمید بیگم صاحبہ اہلیہ چودھری شاہ نواز صاحب سیالکوٹ شہر -/-/100
(۴۶) چودھری محمود نواز صاحب پسر چودھری شاہ نواز صاحب۔ سیالکوٹ شہر -/-/100

دوسرے دوستوں سے امید رکھی جاتی ہے کہ وہ حصہ لینے کے لئے قدم آگے بڑھائیں۔ تاکہ مطلوبہ رقم جلد پوری ہو کر ہمیں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی دعائیں اور اللہ جلشانہ کی رضا حاصل ہو۔ (فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال)

امانت ذاتی

احباب کرام۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، کیا آپ کو علم ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں آپ اپنی ذاتی امانت کا حساب کھول سکتے ہیں۔ اور جو روپیہ اس طور پر جمع ہو۔ وہ حسب ضرورت جس وقت بھی حساب دار چاہے۔ واپس لے سکتا ہے۔ جو روپیہ احباب کے پاس بیاہ شادی یا تعمیر مکان یا بچوں کی تعلیم یا اور کسی ایسی ہی غرض کے لئے جمع ہو۔ اسکو بجائے ڈاکخانہ یا دوسرے بینکوں میں رکھنے کے خزانہ انجمن میں جمع کروانا چاہیئے ذاتی امانت کے قواعد دفتر بیت المال سے طلب فرمائیں

فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

تحریک قرضہ ساٹھ ہزار

الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مندرجہ بالا تحریک میں جو روپیہ قرض لیا گیا تھا۔ اب وہ کلیۃً ادا کیا جا چکا ہے۔ اور کوئی رقم قابل ادا ہمارے ہاتھ میں نہیں رہی۔ جن جن دوستوں نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں ان کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ (فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

مسیح موعود نبی اللہ

(۷)

(۵۸) حضرت مسیح موعود جامع جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ تھے

(از مسیح موعودؑ)

"میں بارہا بتلا چکا ہوں۔ کہ میں بموجب آیت واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے میرا نام محمد و احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ اس بات کو خوب یاد رکھو۔ کہ میں نبی اور رسول نہیں ہوں باعتبار نئی شریعت نئے نام اور نئے دعوے کے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

"لیکن میں نبی اور رسول ہوں۔ باعتبار ظلیت کاملہ کے مَیں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے"۔ (نزول المسیح صـ۳)

"مَیں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدی کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہوگیا"۔

(۵۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ماننا فرض ہے

(از مسیح موعودؑ)

"جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ ایک بعث محمدی۔ دوسرا بعث احمدی"۔ (تحفہ گولڑویہ صـ۹۶)

"ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے۔ مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ صـ۹۴)

(۶۰) آنحضرت صلعم کے دوسرے بعث کی کیوں ضرورت پیش آئی

(از مسیح موعودؑ)

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعث مقدر تھے۔ (۱) ایک بعث تکمیل ہدایت کے لئے (۲) دوسرا بعث تکمیل اشاعت کے لئے × × × × × اسلامی اقبال کے زمانہ کے دو حصے کئے گئے۔ (۱) ایک تکمیل ہدایت کا زمانہ۔ جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ یہ فرض تھا۔ کہ بوجہ ختم نبوت تکمیل ہدایت کریں۔ ایسا ہی بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا۔ کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت بھی کریں۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہوگئی۔ جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور نیز آیت یتلوا صحفاً مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ اس پر گواہ ہے۔ لیکن اُس وقت (بوجہ عدم حصول ذرائع اشاعت تکمیل اشاعت غیر ممکن تھی۔ × × × × × سو اِس وقت (جبکہ تمام ذرائع مہیا ہیں) حسب منطوق آیت واٰخرین منہم اور نیز قل یا یہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی"۔ (تحفہ گولڑویہ صـ۹۹ تا صـ۱۰۱)

(۶۱) آنحضرت صلعم دوسرے بعث میں بھی نبی ہی ہوں گے۔ (از مسیح موعود)

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے" (خطبہ الہامیہ)

(۲) "یہ امر نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیض صحابہؓ پر جاری تھا۔ ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا"۔ (تحفہ گولڑویہ صـ۹۴)

(۳) "جس نے اس بات سے انکار کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار سے تعلق نہیں رکھتی۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی۔ تو اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بہ نسبت اُن سالوں کے اِن دنوں میں اقوی اشد اور اکمل ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہے"۔ خطبہ الہامیہ)

"اور اس کا ظہور نبی مصطفٰے کا ظہور مانا گیا ہے۔ اور اس کا زمانہ رسول کریم کے زمان معراج کا منتہا اور خیر الوریٰ کی روحانی تجلّی کا آخری سرا شمار کیا گیا ہے۔ اور جہان کے پروردگار کا یہ ایک پختہ وعدہ تھا"۔ (خطبہ الہامیہ صـ۳)

پس جبکہ مسیح موعود کا ظہور ایک نبی کا ظہور ہے۔ اور نبی بھی ایسا جس کا ثانی دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ یعنی افضل الانبیاء و خاتم الانبیاء نبی مصطفٰے کا ظہور ہے۔ تو مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ ورنہ دوسرے لفظوں میں یا تو مسیح موعود کے مظہر اتم ہونے سے انکار کرنا پڑے گا۔ اور یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی اللہ ہونے سے منکر ہونا پڑے گا۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک)

(۶۲) مسیح موعود پر آنحضرت صلعم کا بعث دوم موقوف ہے

(از مسیح موعودؑ)

"ضرور ہے۔ کہ مہدی معہود اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے۔ وہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو"۔ (تحفہ گولڑویہ صـ۹۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶۳) مسیح موعود کو نبی اللہ نہ ماننے سے حضرت نبی کریم کی نبوت باطل ہوتی ہے

(از مسیح موعود ع)

"خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا ہے۔ اور اسکو کامل بنایا۔ اور اس نبی کریم کے لطف اور وجود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور جس نے مجھ میں اور محمد مصطفٰے میں فرق کیا۔ اس نے نہ ہی مجھے دیکھا اور نہ ہی مجھے پہچانا۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۷۰-۱۷۱)

پس مسیح موعود اس حوالہ میں اپنے مقام کو مقام مصطفٰے و مجتبےٰ کا بیان فرماتے ہیں۔ جبھی تو یہ فرمایا۔ کہ "جس نے مجھ میں اور محمد مصطفٰے میں فرق کیا۔ اس نے نہ ہی مجھے دیکھا۔ اور نہ ہی مجھے پہچانا"۔ اس لئے مسیح موعود کا بوجہ مورد بعث ثانی ہونے کے نبی اللہ ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ اگر مسیح موعود کو نبی اللہ نہ مانا جائے۔ تو (اول) حضرت نبی کریم کی نبوت باطل ہوتی ہے۔ (دوسرے) حضرت نبی کریم کی ذات بابرکات پر ایک سیاہ دھبا عائد ہوتا ہے۔ کہ بجائے درجات میں ترقی کرنے کے آپ دوسری بعث میں نعوذ باللہ نبی سے غیر نبی ہو گئے۔ (سوم) حضرت مسیح موعود کا مورد بعث ثانی ہونا باطل ہوتا ہے۔ اگر آپ نبی اللہ نہ ہوں۔ پس اس بات کو خوب ہی ذہن نشین کرنا چاہیئے۔ کہ مسیح موعود کو غیر نبی سمجھنا نعوذ باللہ حضرت نبی کریم کے نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اور ظل کا نقص اصل کے ناقص ہونے پر بدیہی دلیل ہے۔ فتدبروا۔

(۶۴) حضرت مسیح موعود کی پچیس[۲۵] امتیازی خصوصیات

حضرت مسیح موعود کو بہت سی ایسی خصوصیات حاصل ہیں۔ جو آپ کو تمام افراد امت محمدیہ سے خصوصًا اور بعض انبیاء بنی اسرائیل سے عمومًا ممتاز کرتی ہیں۔ اس بارے میں موٹی موٹی پچیس[۲۵] خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی خصوصیت۔ آپ نبی اللہ ہیں۔ اور امت محمدیہ میں یہ خطاب کسی اور کو حاصل نہیں۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"پس اس وجہ سے نبی کہلانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

دوسری خصوصیت۔ قرآن کی آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الخ خاص آپ کے لئے ہے جیسے کہ فرمایا:۔

"مجھے بتلایا گیا تھا۔ کہ تو ہی اس آیت کا مصداق ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ" الخ (اعجاز احمدی ص۷)

تیسری خصوصیت۔ سورہ تحریم کی پیشگوئی خاص مسیح موعود کے لئے ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔ پس یہ پیشگوئی سورہ تحریم میں خاص میرے لئے ہے × × × × اس تمام امت میں وہ میں ہی ہوں۔ میرا ہی نام خدا نے پہلے مریم رکھا۔ بعد اس کے میری ہی بعث پر یہ کہا۔ کہ ہم نے مریم میں اپنی روح پھونکی۔ اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھے ہی عیسےٰ قرار دیا۔ پس اس آیت کا میں ہی مصداق ہوں"۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۳۳۸)

چوتھی خصوصیت۔ صرف آپ ہی بروز محمد صلعم تھے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"میں بارہا بتلا چکا ہوں۔ کہ میں بموجب آیت وَ اٰخرین منھم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے میرا نام محمد و احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے × × × ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا"۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

پانچویں خصوصیت۔ صرف آپ ہی خاتم الاولیاء و خاتم الخلفاء ہیں۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرتا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنیوالے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔ اور میرے عہد پر ہوگا۔ اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام ترقیات اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایسے منار پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے"۔ (خطبہ الہامیہ ص۳۰۱)

چھٹی خصوصیت۔ صرف آپ ہی جری اللہ فی حلل الانبیاء تھے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"وحی الٰہی جری اللہ فی حلل الانبیاء کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لیکر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں۔ خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی۔ ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ دیا گیا ہے۔ × × × ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے"۔

ساتویں خصوصیت۔ صرف آپ ہی حدیث لوکان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل من فارس کے مصداق ہیں۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص۹) چنانچہ فرمایا:۔

"اگر کوئی کہے۔ کہ کس طرح معلوم ہوا۔ کہ حدیث لوکان الایمان معلقًا بالثریا ..... الخ اس عاجز کے حق میں ہے۔ اور کیوں جائز نہیں۔ کہ امت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ دعویٰ امت محمدیہ میں اب تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا۔ اور خدا تعالےٰ نے میرا یہ نام رکھا۔ اور خدا کی وحی سے صرف میں ہی اس نام کا مستحق ہوں"۔

(حقیقۃ الوحی ص۶۲)

آٹھویں خصوصیت۔ صرف آپ ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے کل داخلی و خارجی اختلافات کا فیصلہ فرمانے کے لئے حکم و عدل مقرر ہوئے۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص۴۳-۴۴۔

نویں خصوصیت۔ مسیح موعود و مہدی معہود ہونا محتاج بیان نہیں۔

دسویں خصوصیت۔ قرآن کی تمثیلی پیشگوئی کے مطابق ذوالقرنین ہونا۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص۱۴۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیارھویں خصوصیت۔ حضرت مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہونا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ اور فرمایا "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی شان میں بہت بڑھ کر ہے۔"

بارھویں خصوصیت۔ آپ کا مجدد الف آخر ہونا۔ دیکھو لیکچر سیالکوٹ۔

تیرھویں خصوصیت۔ آپ کے ہاتھ پر خدا تعالےٰ نے اتنے نشانات ظاہر کئے۔ کہ اولیاء امت محمدیہ تو درکنار کئی انبیاء سابقین کو بھی نہیں دیئے گئے۔ اس کے لئے دیکھو نزول المسیح اور چشمہ معرفت۔ چنانچہ فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جاویں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص۳۱۱)

چودھویں خصوصیت۔ صرف آپ نے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر وحی پائی۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں۔ جس کو اپنے نبی کریم کے نمونے پر وحی اللہ پانے میں تیس برس کی عمر دی گئی۔" (اربعین ۳ ص۲۲)

پندرھویں خصوصیت۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف آپ کو ہی سلام کہا۔ اور یدفن معي في قبري سے برزخ میں ایک مقام پر ہونے کی اطلاع دی (دیکھو خطبہ الہامیہ و نزول المسیح ص۳۰۲)

سولھویں خصوصیت۔ آپ ہی کے عہد میں وہ خسوف وکسوف ہوا۔ جو خلق زمین و آسمان سے اب تک کسی مدعی نبوت و رسالت کے عہد میں نہ ہوا تھا (دیکھو حقیقۃ الوحی ص۱۹۶)

سترھویں خصوصیت۔ آپ نے کسر صلیب عین غلبہ صلیب کے وقت کی۔ اور اس کے لئے ایسا علم کلام ایجاد کیا۔ اور اصول بتائے۔ کہ ۳۰ برس پیغمبری میں آج تک کسی نے بھی ایسا کلام پیش نہیں کیا۔

اٹھارھویں خصوصیت۔ آپ بموجب الہام الٰہی انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ اس مقام پر نازل ہوئے ہیں۔ جس کو انسانوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"میں اپنے رب سے ایسے مقام پر نازل ہوا ہوں۔ جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے۔ قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے۔ اور میرا مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھوں سے بہت دور تر ہے۔ اور میرے اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۸۰)

انیسویں خصوصیت۔ صرف آپ کا ہی نام خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں احمد رکھا ہے۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ پس میری تعریف کرو۔ اور مجھے دشنام مت دو۔" (خطبہ الہامیہ ص۲۰۰)

بیسویں خصوصیت۔ آپ کو دو کے عدد سے خاص مناسبت ہے۔ یعنے آپ کی ذات میں بہت سارے امور میں دو باتوں کا مشترک ہونا پایا جاتا ہے۔ جیسے کہ ذیل سے ظاہر ہے۔

(۱) آپ مجدد صدی بھی تھے۔ اور مجدد الف آخر بھی تھے۔

(۲) آپ کی پیدائش دو صدیوں میں اشتراک رکھتی تھی۔ اور کسی قوم کی مقرر کردہ صدی ایسی نہیں ہے۔ جس میں آپ کی پیدائش اس قوم کی دو صدیوں پر مشتمل نہیں۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص۱۸۸)

(۳) آپ کے دو نام خدا تعالےٰ نے رکھے تھے۔ ایک غلام احمد۔ دوسرے احمد۔ ایک مریم اور دوسرے عیسیٰ۔

(۴) آپ کی دو حیثیتیں تھیں۔ ایک امتی ہونے کی۔ اور دوسری نبی ہونے کی۔

(۵) آپ کی پیدائش دو خاندانوں سے اشتراک رکھتی تھی۔ اسرائیلی و اسماعیلی۔

(۶) آپ کے عہد میں دونوں چاند و سورج کو ایک ہی ماہ میں گرہن ہوا۔

(۷) آپ دو زرد رنگ والی چادروں میں نزول فرما ہوئے۔

(۸) آپ کا نزول دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہوا۔

(۹) آپ کے وقت دو نمازیں جمع کی گئیں۔ ظہر و عصر اور شام و عشاء۔

(۱۰) آپ خصوصیت سے دو انبیاء یعنی حضرت مسیح اور حضرت نبی کریم صلعم کے وارث اور مظہر یعنی بروز اتم و اکمل تھے

اکیسویں خصوصیت۔ "غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے۔ دو جوہر عطا کئے گئے ہیں۔ ایک علم الہدیٰ جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے۔ جو مظہر صفت محمدیت ہے۔ اور دوسرے تعلیم دین الحق۔ جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے × × × اور مہدی آخر زمان کے لئے جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہی ہے۔ بوجہ ذوالبروزین ہونے کے ان دونوں صفتوں کا کامل طور پر پایا جانا ازبس ضروری ہے۔" (اربعین ۳ ص۱۱)

بائیسویں خصوصیت۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ وقت آتا ہے۔ کہ تیرے باپ دادا کا ذکر کوئی نہیں کریگا۔ اور ابتدا ء سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔ (اور یہی انبیاء اور مامورین عظام میں خدا تعالےٰ کی عادت ہے) (اربعین ص۱۶)

تئیسویں خصوصیت۔ آپ عیسیٰ مسیح بھی تھے اور محمد مہدی بھی تھے۔ آپ قمر بھی تھے اور شمس بھی تھے۔ آپ محمد رسول اللہ صلعم کی خلافت کے ایک خلیفہ بھی تھے۔ اور بوجہ بروز کامل ہونے کے خود بھی جداگانہ خلافت کے صاحب بھی ہیں۔ الغرض آپ کو مرکب نام مرکب حیثیت اور مرکب شان عطا ہوئی تھی۔ جس میں اور کوئی نبی یا کوئی غیر نبی خلیفہ ہرگز ہرگز شریک نہیں۔

چوبیسویں خصوصیت۔ ابتداء افرینش سے لیکر آج تک مسیح موعود سب انبیاء اور اولیاء اللہ کا موعود تھا۔ اور تمام انبیاء کا موعود ہونا ایک ایسی شان ہے۔ کہ اولیاء اور صلحاء امت تو ایک طرف بہت سے انبیاء بھی یہ خصوصیت ہرگز ہرگز اپنے اندر نہیں رکھتے مگر مسیح موعود میں یہ ایک خاص خصوصیت ہے۔ کہ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کل دنیا کے انبیاء کا موعود ہے۔

پچیسویں خصوصیت۔ مسیح موعود اپنے زمانہ کا صرف اکیلا آپ ہی ہادی سب دنیا کا تھا۔ جیسے کہ فرمایا:

"گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی اس زمانہ میں ہوئے تھے۔ جیسے کہ حضرت موسےٰ کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنےٰ ہے۔ اور جیسے آنحضرت صلعم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا۔ اور تمام صحابہ ایک ہی ھادی کے پیرو تھے۔ اسی طرح اسجگہ بھی ایک ہی ھادی کے سب پیرو ہیں۔ کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا۔ کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلائے۔" (دافع البلاء صـ۲۲)

باقی دارد

دیانندی مشن

اسلام کا عقیدہ ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ کسی بندہ کو نجات دے دیتا ہے۔ تو وہ دائمی نجات ہوتی ہے۔ جو کبھی منقطع نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف دیانندی آریوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ نجات دائمی نہیں ہو سکتی۔ میعادی ہوتی ہے۔ جو ایک وقت پر جا کر ختم ہو جاتی ہے اور نجات یافتہ انسان کو پھر دنیا میں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ اسلام کے اس عقیدہ پر آریہ چند اعتراض کرتے ہیں۔ جن کا جواب ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ غور سے مطالعہ کریں۔

آریہ کا پہلا اعتراض:۔ بہشت جن اعمال کے عوض دیا جاتا ہے۔ اور مکتی جن کاموں کے سبب بخشی جاتی ہے۔ وہ اس دنیا میں کئے جاتے ہیں۔ اور اس دنیا میں انسان کی زندگی محدود ہے۔ اس لئے اس میں کئے ہوئے اعمال بھی محدود ہوں گے۔ اور محدود کا بدلہ غیر محدود نہیں ہو سکتا۔

ہمارا پہلا جواب:۔ بے شک ہم نے محدود اعمال کے اور بے شک ہماری نیکیاں شمار کی حد کے اندر ہیں مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ ہم نے عمل کرتے وقت کیا یہ نیت کی تھی۔ کہ ہم فلاں وقت تک نیکی کریں گے پھر بند کر دینگے؟ یا فلاں زمانہ تک خدا کے فرمانبردار رہیں گے اور اس کے بعد نہیں؟ یا ہمارا یہ عہد تھا۔ کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ یعنی تو کہدے۔ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کی خاطر ہے میری زندگی کا یہی مقصد ہے۔ اور میں تو اول المسلمین ہوں۔ پس جب ہم نے محدود و ناقص ہو کر وقت اور زمانہ کی حد نہیں لگائی۔ بلکہ ہم نے پہلے دن ہی کہہ دیا۔ کہ بندہ ام تا زندہ ام تو کیا اس غیر محدود کامل ہستی کی شان کے یہ شایاں ہے۔ کہ وہ بدلہ دیتے وقت زمانہ یا مدت کا شمار کرے؟ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔ پس جس طرح ہم نے عمل کرتے وقت زمانہ کی حد نہیں باندھی۔ بلکہ جب ہم خدا کے حضور جھکے۔ تو عہد کیا۔ کہ میں تیرا ابدی بندہ اور تو میرا ابدی مالک میں اب تیری درگاہ سے منہ نہ موڑونگا۔ تو خدا نے بھی ویسا ہی بدلہ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ خالدین فیہا ابداً یعنی جس طرح تم نے ہمیشہ ہمیش کے لئے میری فرمانبرداری پر کمر باندھ لی۔ میں بھی تم کو ہمیشہ ہمیش کا بہشت دیتا ہوں۔

دوسرا جواب:۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ ہم نے خدا کو پہچانا اور پہچان کر ہم نے اسکی فرمانبرداری شروع کی۔ اور اسکی درگاہ سے تعلق عبودیت باندھا۔ اور عہد کیا۔ کہ جس طرح تو فرمائے گا۔ اسی طرح ہم کریں گے پھر ہم نے اس قول کو نباہا۔ اور اپنے معاہدہ کو باحسن پورا کیا۔ مگر چند سالوں کے بعد موت نے ہمارا سلسلہ اعمال منقطع کر دیا۔ تو کیا یہ ہمارا قصور ہے۔ کیا ہم خود مرنے یا مرنے کی درخواست دی۔ پس جب قطع اعمال میں ہمارا دخل نہیں۔ تو ہم اس کا خمیازہ کیوں بھگتیں۔ خدا نہ مارتا۔ تو ہمارے اعمال کا سلسلہ بھی منقطع نہ ہوتا۔ دیکھو کیا خوب فرمایا ہے ظفر موحوم نے ؎

نشۂ عشق کا جب ذوق دیا تھا مجھ کو
عمر کا تنگ نہ پیمانا بنایا ہوتا

پس دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ ہمارے اعمال کا محدود ہونا ہماری کسی غلطی کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ہی کے ایک قانون کا اثر ہے۔ اس لئے ہم اس کا خمیازہ نہیں بھگت سکتے۔ بدیں وجہ جس نے اس دنیا کی شریعت کے نیک اعمال کے سلسلہ کو منقطع کر دیا۔ وہ ہماری جزا کے سلسلہ کو ہرگز منقطع نہیں کرے گا۔ آؤ تم کو اس کی ایک مثال بتاویں۔ سنو! تم نے ایک مزدور ایک روپیہ یومیہ پر کام پر لگایا۔ وہ عصر تک کام کرتا رہا۔ پھر تم نے خود اپنی مرضی سے اسے چھٹی دے دی تو کیا شام تک کے وقت کی اجرت کاٹ لوگے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ تو کام کرنے کو تیار تھا۔ تم نے اپنی مرضی سے چھٹی دے دی۔ اسی طرح ایک ٹانگہ پر سوار ہوئے۔ ۵ ۱/۲ منٹ کے بعد تم نے ٹانگہ چھوڑ دیا۔ مگر اجرت تم پورے ایک گھنٹہ کی دوگے۔ کیونکہ وہ تو پندرہ منٹ اور تم کو سوار کرنے کے لئے تیار تھا۔ مگر تم خود ہی اپنے کسی کام کے لئے سواری منقطع کرتے ہو۔ اسی طرح ہم کو خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت کام سے ہٹایا۔ اور ہم کو موت دی۔ اس لئے مزدوری پوری ملے گی۔

تیسرا جواب:۔ تم ایک شخص کو مزدوری پر لگاتے ہو۔ اور ایک روپیہ یومیہ مقرر کرتے ہو۔ وہ سارا دن کام کرتا ہے۔ تم اس کے ہاتھ پر بارہ آنے رکھ دیتے ہو۔ سنو! سارا جہان تم کو بُرا۔ ظالم۔ غیر منصف غرض خوب بُرا بھلا کہے گا۔ لیکن اگر تم ایک روپیہ دوگے تو گو تم کو کوئی برا نہ کہے گا۔ مگر تعریف بھی کوئی نہ کریگا۔ مزدور بھی مزدوری لے کر چپ چاپ چلا جاویگا۔ لیکن اگر تم خوش ہو کر سوا روپیہ ہاتھ میں رکھ دوگے۔ اور کہوگے۔ کہ لے بھائی چار آنہ کی اپنے بچوں کو کوئی چیز لے دینا۔ بتاؤ اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ سنو! جو سنے گا۔ خوش ہوگا۔ وہ مزدور دعائیں دیتا ہوا گھر جاوے گا۔ اور بیوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کو کہے گا۔ کہ آج ایک بھاگوان سے پالا پڑا۔ تم خود بھی دل میں ایک شانتی محسوس کروگے۔ تمہاری روح کو ایک خاص سرور اور راحت محسوس ہوگی۔ پس اے ناقص انسان۔ جب تُو ایک مزدور کو مزدوری سے صرف چار آنہ زیادہ دیکر راحت محسوس کرتا ہے۔ اور جو بھی سنتا ہے۔ وہ واہ واہ کرتا ہے۔ تو کیا اس کامل الوجود مستجمع جمیع صفاتِ کمال کی یہی شان ہے۔ کہ مزدوری سے زیادہ نہ دے۔ سنو! وہ بادشاہوں کا بادشاہ شہنشاہوں کا شہنشاہ تو بقول تمہارے سود خوار کنجوس بنیوں کی طرح ایک ایک پیسہ کا حساب کرے۔ اور تم ناقص اور پوچ کے بندے ہوکر بادشاہوں کی ریس کرو۔ سچ ہے۔ وما قدروا اللہ حق قدرہٖ

چوتھا جواب:۔ اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیر محدود بہشت محدود عملوں کا نتیجہ ہی نہیں۔ بلکہ اعمال بھی غیر محدود ہیں۔ کیونکہ عمل کرنا روح کا خاصہ ہے۔ جو کسی وقت بھی اس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ مگر عمل کے معنی صرف نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ہی کے نہیں۔ بلکہ نیک عمل کے معنی ہیں خدا کی فرمانبرداری۔ پس جس وقت نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ وہاں نماز نیکی ہے۔ مگر جہاں نماز منع ہے۔ وہاں نماز بھی بدی ہے۔ دیکھو روزہ کیسے ثواب کا کام ہے۔ مگر عید کے روز وہی حرام اور گناہ ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ نیکی کی تعریف خدا کے احکام کی تعمیل ہے جیسا حکم ہو۔ ویسا کرنے کا نام نیکی ہے۔ پس اس دنیا میں روح نے شریعت کے مطابق اعمال کئے۔ گو وہ محدود ہوں۔ مگر مرنے کے بعد اسے بہشت ملا۔ وہاں سلسلۂ اعمال منقطع نہیں ہوا۔ نہ وہاں روح بے کار ہے۔ بلکہ خدا کا ذکر اس کا شکر اسکی یاد ہر وقت روح سے صادر ہوں گے۔ روح وہاں بھی پرارتھنا کرے گی۔ اور کہے گی۔ ربنا اتمم لنا نورنا۔ یعنی اے اللہ! روز بروز میری ترقی فرما اور مجھ پر اپنے نور کا پرتو ڈال۔ خلاصہ یہ کہ روح کے نیک اعمال محدود نہیں کیونکہ بہشت میں بھی وہ خدا کی فرمانبردار ہوگی۔ ہاں فرق یہ ہے۔ کہ اس دنیا کی شریعت کے احکام انسان کے نفس پر شاق گذرتے ہیں۔ سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا گرمیوں میں روزہ رکھنا اونٹوں کے ہچکولے کھاتے ہوئے بدوؤں سے لٹتے لٹتے حج کو جانا اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے خدا کی خاطر غریبوں کو زکوٰۃ دینا۔ جہاد میں تلوار کے نیچے گردن رکھ دینا یہ سب کام نفس پر خوب شاق اور گراں ہیں۔ مگر بہشت میں خدا کی فرمانبرداری خود نفس کی خوشی اور راحت اور شانتی کا موجب ہوگی۔ پس نیک اعمال کا سلسلہ ہرگز منقطع نہیں۔ کیونکہ نیک اعمال کسی خاص فعل کا نام نہیں۔ وہ تو خدا کے کہنے پر چلنے اور سچے عقائد کا نام ہے۔ بتاؤ تو سہی۔ کہ کیا روح بہشت میں خدا کو ایک نہ سمجھے گی؟ کیا وہ وہاں فرشتوں کی منکر ہو جاوے گی؟ یا کیا وہ خدا کی نازل کردہ کتابوں کی قائل نہ رہے گی۔ یا کیا وہ وہاں فاسقانہ زندگی بسر کرنے لگ جاوے گی؟ کیا وہاں خدا کی ممنونِ احسان نہ ہوگی؟ کیا وہ ہر وقت اسکی یاد میں مگن نہ رہے گی؟ کیا وہ حور و قصور۔ غلمان۔ شراب۔ دودھ اور شہد کی نہروں اور سونے چاندی کے محلات اور ریشمی لباسوں پھر رشتہ داروں اور عزیزوں کی یکجائی اور اس سے بڑھ کر ہمیشہ کی زندگی اور موت سے بے خوفی۔ پھر سب سے بڑھ کر اس مالک الملک کی خوشنودی یہ معمولی باتیں ہیں۔ کہ روح ان کا شکریہ ادا نہ کرے گی؟ سنو! وہ تو ہر مجلس میں اقرار کریگی۔ کہ الحمد للہ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہٖ اور ہر نعمت کے ملنے پر کہے گی۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔ غرض دراصل روح کے اعمال منقطع نہیں۔ کیونکہ عمل کرنا روح کا خاصہ ہے۔ جو عمل نہ کرے۔ وہ تو روح ہی نہیں۔ روح کا یہ طبعی خاصہ ہے۔ کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی شغل اور کام میں مشغول رہے۔ گو اس دنیا کے اعمال سے آخرت کے اعمال کی نوعیت مختلف ہوگی۔ کہ یہاں کے کام ابتدا میں عادت اور مشق نہ ہونے کی وجہ سے نفس پر گراں گزرتے ہیں۔ مگر وہاں اعمال عین لذت اور سرور ہوں گے۔ اسکی ایسی مثال ہے۔ کہ کسی غریب پر رحم کرکے اسکی مالی امداد کرنا ایک بخیل کے نفس پر سخت شاق اور گراں گذرنے والی بات ہے۔ مگر یہی کام ایک سخی کے نفس کے لئے عین لذت اور سرور ہے اس لئے یہ کہنا ہی غلط ہے۔ کہ محدود اعمال کے نتیجہ میں غیر محدود بہشت نہیں مل سکتا۔ اس جواب کو آریوں پر نقلی طور پر بھی حجت بنانے کے لئے سوامی صاحب کا ایک حوالہ درج کرتے ہیں:۔

"مکتی پائے ہوئے جیو پرمیشور کو پاکر اس کی عبادت کرتے ہوئے اسی کے سہارے رہتے ہیں"۔ (بھومکا صفحہ ۱۱۳)

آریو! دیکھو کیسا صاف اور صریح حوالہ ہے۔ کہ مکتی میں بھی روحیں خدا کی عبادت کرتی ہیں۔ پس جب مکتی خانہ میں بھی نیک اعمال کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تو تم کس طرح مکتی خانہ کو محدود مان کر وہاں سے واپسی تجویز کرتے ہو۔ پس خود سوامی صاحب کے قول سے ثابت ہوگیا۔ کہ نیک اعمال کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ نہ دنیا میں نہ مکتی خانہ میں۔ پس جب اعمال کا سلسلہ منقطع نہیں۔ تو جزا کا سلسلہ کیوں منقطع مانا جاوے۔ اور جب نیکیوں کا سلسلہ محدود نہیں۔ تو مکتی کیوں محدود مانی جاوے۔ اس لئے بہشت سے نکلنا یا مکتی خانہ سے واپس آنا اس عذر پر کہ اعمال محدود ہیں خود آرین لٹریچر کی رو سے غلط ثابت ہوا۔ فالحمد للہ۔

پانچواں جواب۔ ایک فقیر کسی کنجوس مکھی چوس سود خوار لالہ کی دکان کے پاس سے گذرا۔ اور دستِ سوال دراز کیا۔ اس نے دو چار گالیاں سنائیں۔ اور ایک دھیلہ بھی نہ دیا۔ فقیر چپ چاپ گالیاں کھا کر آگے بڑھا۔ کسی غریب مگر رحم دل مسلمان نے اس کے ہاتھ پر ایک پیسہ رکھ دیا۔ آگے بڑھا۔ تو ایک مخیّر امیر ملا۔ اس نے محتاج دیکھ کر جیب سے ایک روپیہ نکال کر دے دیا۔ آگے سے نواب صاحب کی سواری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتی تھی۔ یہ بھی کھڑا ہوگیا۔ انہوں نے چوبدار کو حکم دیا۔ کہ اس محتاج کو دس روپیہ دے دو۔ فقیر دعائیں دیتا ہُوا آگے بڑھا۔ سامنے سے بادشاہ کا جلوس آرہا تھا۔ فقیر ایک کونہ میں دبک کر کھڑا ہوگیا۔ بادشاہ سلامت کی نظر جو پڑی۔ پھٹے پرانے کپڑوں کو دیکھا۔ معلوم ہُوا۔ کہ کوئی بے سروسامان محتاج ہے۔ مصاحب کو فرمایا۔ کہ اس محتاج کو ایک سو روپیہ دے دو۔ اب دیکھو فقیر ایک ہی ہے۔ اس کا کام یعنی مانگنا بھی ایک ہی ہے اسی زبان سے کنجوس مکھی چوس لالہ سے سوال کیا۔ وہی صورتِ سوال بادشاہ کے آگے پیش کی۔ مگر لالہ نے گالیاں دیں۔ بادشاہ نے سَو روپیہ مرحمت فرمایا۔ درمیان کے لوگوں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق امداد کی۔ اسکی کیا وجہ؟ یہی کہ مانگنے والے کی حیثیت گو ایک ہی رہی۔ مگر دینے والوں نے اپنے اپنے مرتبہ اور حیثیت کے مطابق دیا۔ پس بڑا احمق وہ معترض ہوگا۔ جو بادشاہ پر اعتراض کرے گا۔ کہ حضور اسی فقیر کو بننے نے گالیاں دیں تھیں۔ اور یہی ہے۔ کہ جسے ایک شخص نے ایک پیسہ دے کر راضی کر لیا تھا۔ آپ نے کیوں ایک سَو روپیہ دیا۔ آپ بھی ایک پیسہ دے دیتے۔ بادشاہ کہے گا۔ اور سچ کہے گا۔ کہ میں کنجوس سود خوار بنیا نہیں۔ کہ گالیاں دوں نہ میں کوئی غریب محتاج ہوں۔ کہ ایک پیسہ دے کر محسوس کروں۔ کہ اوہو بڑی فضولخرچی ہوئی۔ میں بادشاہ ہوں! خدا نے مجھے یہ مرتبہ دیا۔ تو مجھے فقیر کی حیثیت کو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ مجھے اپنے مرتبہ کا خیال کرنا چاہیئے۔ بعینہٖ اسی طرح آریہ بھی اس نادان معترض کی طرح محدود اعمال کو دیکھتے ہیں۔ اور ان کی نظر گنتی کی نیکیوں کی طرف ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ کام کرنے والے کی حیثیت کو نہ دیکھو۔ بلکہ بدلہ دینے والے کے مرتبہ پر نظر کرو۔ مانگنے والے فقیر کو مت دیکھو دینے والے بادشاہ کا ملاحظہ کرو۔ غرض بات کچھ بھی نہیں۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔ ذرا سا پیچ ہے۔ آریہ محدود کام کرنے والے کے محدود اعمال کو دیکھتے ہیں۔ ہم لوگ ذرا اوپر نظر کر کے غیر محدود قادر مطلق ارحم الراحمین کے غیر محدود رحم اور شفقت اور محبت کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ آریو! تم ہزار بار کہو گے۔ کہ محدود کا بدلہ غیر محدود نہیں ہو سکتا۔ تو ہم لاکھ بار کہیں گے۔ کہ غیر محدود رحیم کا رحم محدود نہیں ہو سکتا۔ آریہ مقرو! تم کہو گے۔ کہ کام کرنے والا محدود اس کے کام محدود تو بدلہ کیوں غیر محدود۔ ہم عرض کریں گے۔ کہ بدلہ دینے والا غیر محدود اس کا رحم غیر محدود تو اس کا بدلہ کیوں غیر محدود نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ تم کام کرنے والے ناقص عاجز ناتوان محدود کی طرف نظر کرتے ہو۔ مگر ہماری نظر بدلہ دینے والے کامل توانا قادر مطلق غیر محدود کے دستِ کرم کی طرف ہے۔ پس بے شک ہم محدود اور ہمارے کام محدود مگر ہمارا خدا غیر محدود اور اس کا رحم و کرم غیر محدود۔ یہاں پر کوئی نادان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ بدی کی سزا بھی غیر محدود ہونی چاہیئے۔ کیونکہ سزا دینے والا یعنی خدا غیر محدود ہے۔ کیونکہ بدی کا نیکی پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اسی لئے مزدور کو مزدوری سے کم دینا تو ساری دنیا کے نزدیک ظلم اور بے انصافی ہے۔ مگر مزدوری سے زیادہ دینے کو دنیا میں کوئی احمق بھی ظلم یا بے انصافی نہیں کہہ سکتا۔ پس محدود نیکی کے عوض تو غیر محدود خدا غیر محدود جزا دے سکتا ہے۔ مگر محدود بدی کے بدلہ میں غیر محدود خدا بھی غیر محدود بدلہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ مزدوری سے زیادہ دینا تو خوبی اور انعام ہے۔ اور کم دینا ظلم اور بے انصافی ہے۔ اس لئے بدی کو نیکی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

چھٹا جواب:۔ یاد رکھو۔ کہ ہم بہشت کو محض بدلہ یا عوض نہیں مانتے۔ بلکہ دو چیزوں کا مرکب مانتے ہیں۔ عوض اور انعام کا۔ یعنی ہماری شریعت کے نزدیک ایک ہے دخول فی الجنۃ اور ایک ہے خلود فی الجنۃ۔ اعمال اور نیکیاں یہ سب دخول فی الجنۃ کے لئے شرط ہیں۔ یعنی جو شخص ایمان اور اعمال صالحہ بجا نہیں لاتا۔ وہ مستحق نہیں۔ کہ خدا اسے جنت میں داخل کرے۔ اس لئے اعمال نہایت ضروری ہیں۔ اور سچے عقائد ان سے بھی بڑھ کر۔ مگر خلود فی الجنۃ یعنی داخل ہو کر ہمیشہ کے لئے وہاں رہنا یہ کسی کام کا بدلہ نہیں۔ بلکہ یہ انعام ہے۔ تبھی بہشتی شب و روز اقرار کریں گے۔ کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ۔ یعنی اس دائمی گھر میں ہمیشہ کے لئے رہنا محض دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ من فضلہٖ یعنی ہمیشہ کے لئے رہنا محض اللہ کے فضل کی وجہ سے ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ فضل کے معنی عربی زبان میں زیادتی کے ہیں۔ یعنی وہ اچھی چیز جو کام کی حد سے زیادہ اور اعمال کے بدلہ سے بڑھ کر ہو۔ پس خلود فی الجنۃ اعمال کا نتیجہ ہی نہیں۔ کہ محدود اور غیر محدود کا سوال پیدا ہو۔ یہ تو ایک انعام ربانی اور فضل رحمانی ہے۔

ساتواں جواب:۔ آریہ اور ہم دونوں مانتے ہیں کہ اس دنیا میں انسان خدا کے کامل انعامات سے متمتع نہیں ہو سکتا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ بہشت میں کامل انعامات ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مکتی میں جو لذت و سرور اور مصائب سے رہائی ہے۔ وہ اس دنیا میں نصیب نہیں۔ غرض اس دنیا میں خدا کے رحم و کرم کا وہ ظہور نہیں۔ جو اگلے جہان میں ہوگا۔ کیونکہ دار العمل اور کرم جونی کا مقام ہے۔ مگر باوجود اس کے دنیا میں ہم خدا کی عادت کام کا بدلہ دینے میں دیکھتے ہیں۔ تو حیران رہ جاتے ہیں۔ دیکھو ہم نے زمین میں گندم کا ایک دانہ ڈالا تھا۔ کیا خدا ایک کے بدلہ میں ایک ہی اُگائیگا؟ ہرگز نہیں۔ اور قطعاً نہیں۔ بلکہ ایک بوؤ گے۔ تو سَو ملیں گے۔ پس جب اس قادر مطلق مالک الملک ارحم الراحمین کا اس دار الابتلاء میں یہ دستور ہے۔ کہ ایک کے عوض سَو دیتا ہے۔ تو اس اگلے جہان میں اگر وہ محدود کے عوض غیر محدود دے۔ تو اس کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے۔ اگر تمہارے نزدیک محدود کا بدلہ غیر محدود نہیں ہو سکتا۔ تو تم کس طرح ایک دانہ کے عوض سَو دانہ چاہتے ہو۔ غرض اس مکدر دنیا میں اس کا اس قدر رحم و کرم ہے۔ تو اس مصفّٰی جہان میں اس کے رحم کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا انتہاء خیال میں آسکتی ہے۔ یہاں پر وہ حوالہ درج کرتا ہوں۔ جس میں سوامی جی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ اس دنیا میں کمال لذت و سرور نہیں۔ بلکہ یہ اگلے جہان یعنی سؤرگ (بہشت) پر موقوف ہے۔ چنانچہ وہ مکتی خانہ کو اس دنیا سے افضل ٹھہراتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"دنیوی سکھ جو معمولی سؤرگ (بہشت) ہے۔ اور پرمیشور کے ملنے سے جو آنند ہوتا ہے۔ وہی غیر معمولی سؤرگ (بہشت) کہلاتا ہے"۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۸ طبع اول صفحہ ۳۳۶)

دیکھو۔ اس حوالہ میں سوامی صاحب نے صاف تسلیم کیا ہے۔ کہ اس دنیا میں جو راحت ہے۔ وہ معمولی ہے۔ اور مکتی خانہ میں غیر معمولی۔ اسی طرح ہم بعینہٖ وہی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ اس دنیا میں خدا جو بدلہ دیتا ہے۔ وہ محدود ہوتا ہے۔ اور اگلے جہان میں غیر محدود۔ غرض سوامی صاحب نے معمولی اور غیر معمولی کے لفظ لکھے ہیں۔ ہم محدود اور غیر محدود کے الفاظ لکھ دیتے ہیں۔ (باقی دارد)

(میر محمد اسحاق)

اطلاع

۲۸ مئی ۳۷ء کے فاروق میں ایک لاجواب مضمون مولوی ثناء اللہ امرت سری کے ساتھ آخری فیصلہ کا شائع ہوگا۔ جس کی زائد کاپیاں چھپوائی گئی ہیں۔ بحساب ارنی کاپی منگوا کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ قیمت کیلئے ٹکٹ ڈاک ایک ایک پیسہ والے بھیجکر منگالیں۔ (منیجر فاروق)

ثنائی مشن

رہا ٹیڑھا سو مثال نیش کژ دم
کبھی گج فہم کو سیدھا نہ پایا

امرتسری معاند بارہا ایسے اعتراض پیش کرتا رہتا ہے۔ جن کا جواب نہ ایک دفعہ بلکہ سیکڑوں دفعہ دیا جا چکا ہے۔ اس پر وہ نظر نہیں کرتا۔ اور جھٹ اپنا فرسودہ اعتراض پیش کر دیتا ہے۔ چنانچہ تازہ اہلحدیث میں پھر وہی پرانا اعتراض لکھدیا۔ کہ مرزا صاحب (مسیح موعود) نے لکھا تھا۔ کہ میرے زمانہ میں غلبہ اسلام ہو جائیگا وہ غلبہ تو ہوا نہیں۔ اور مرزا صاحب فوت ہو گئے۔ ہم پھر ایک دفعہ اس دشمنِ اسلام کو سمجھا دیتے ہیں۔ کہ تیرا یہ اعتراض غلط اور بالکل یاوہ گوئی ہے۔ وہ تو اس سے ہدایت حاصل نہیں کریگا۔ سعید روحیں اس سے ضرور تسلی پا جائیں گی۔ اور اس کے اعتراض کو بالکل بیہودہ جانیں گی۔

پیارے ناظرین! فیصلہ بالکل آسان ہے۔ "مسیح موعود کے زمانہ" میں وحدت مذہبی ہونی مقدر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے مولوی صاحب نے یہی ثابت کیا ہے۔ اب حل طلب امر یہ ہے۔ کہ "مسیح موعودؑ کے وقت" سے کتنا عرصہ مراد ہے۔ اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن کی تحریر پر مولوی صاحب کے اعتراض کی بناء ہے۔ اس غلبہ کے لئے کوئی مدت مقرر کی ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے مندرجہ ذیل حوالجات بغور ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) "مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے۔ جس حد تک اس کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والے یا پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں پائے جائیں گے۔ اور اس کی تعلیم پر قائم رہیں گے۔ غرض قرون ثلاثہ کا ہونا برعایت منہاج نبوت ضروری ہے"۔ (تریاق القلوب طبع دوم صفحہ ۳۷۸)

(۲) "میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ پورے طور پر ترقی اسلام کی میری زندگی میں ہوگی۔ یا میرے بعد میں۔ ہاں میں خیال کرتا ہوں۔ کہ پوری ترقی دین کی کسی نبی کی حین حیات میں نہیں ہوئی۔ بلکہ انبیاء کا یہ کام تھا۔ کہ انہوں نے ترقی کا کسی قدر نمونہ دکھلا دیا۔ اور پھر بعد ان کے ترقیاں ظہور میں آئیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے اور ہر ایک اسود اور احمر کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر آپکی حیات میں احمر یعنی یورپ کی قوم کو تو اسلام سے کچھ بھی حصہ نہ ملا۔ ایک بھی مسلمان نہیں ہوا۔ اور جو اسود تھے۔ ان میں سے صرف جزیرہ عرب میں اسلام پھیلا۔ اور مکہ کی فتح کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ سو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میری نسبت بھی ایسا ہی ہوگا۔ مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے بار بار یہ وحی قرآنی ہو چکی ہے۔ وامانرینک بعض الذی نعدھم اونتوفینک۔ اس سے مجھے یہی امید ہے۔ کہ کوئی حصہ کامیابی کا میری زندگی میں ظہور میں آئے گا"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۹ طبع ۱۹۲۲ء)

(۳) "خدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان (نبیوں) کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو دنیا میں وہ پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسکی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں۔ تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"۔ (الوصیت صـ۵)

(۴) "یاد رکھو۔ کہ کوئی آسمان سے نہ اتریگا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں۔ وہ تمام مریں گے۔ اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہ دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی۔ وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا۔ کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی **تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہ ہوگی**۔ کہ عیسیٰ کا انتظار کرنیوالے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور وہ بڑھے گا۔ اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں۔ جو اس کو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صـ۶۵)

ان عبارتوں سے واضح ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح موعود کے زمانہ میں جس وحدت قومی کا ذکر فرمایا ہے۔ اور غلبہ اسلام کے ظہور کا جو وقت بتایا ہے۔ اس کے لئے حضور نے خود ہی تین صدیاں مقرر کی ہیں۔ لہذا اس سے قبل اسکی تکذیب کرنا سراسر جہالت ہے۔

جماعت احمدیہ کی ترقی بتا رہی ہے۔ کہ یقیناً یقیناً تین صدیوں کے اندر اندر یہ تمام امور پورے طور پر ظہور پذیر ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اے کاش! ہمارے مخالفین کو روحانی طور پر اتنی ہی بصیرت مل جاتی۔ جس سے وہ ظاہری دنیا میں بڑ کے چھوٹے سے بیج میں پتے۔ شاخیں۔ اور تنے دیکھ سکتے ہیں۔ تو وہ جماعت احمدیہ کے مستقبل کو دوربین آنکھ سے دیکھتے۔ آیت قرآنی افلا یرون انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون ہمارے دعویٰ پر شاہد ناطق ہے

پھر امرتسری منکر مندرجہ ذیل چند حوالے حضرت مسیح موعودؑ کے نقل کر کے ان پر معترض ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے تو لکھا تھا۔ کہ

(۱) "میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں۔ یہی ہے۔ کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت و شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں۔ اور یہ قدرت نمائی ظہور میں نہ آوے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہیئے تھا۔ تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا۔ اور میں مر گیا۔ تو پھر سب گواہ رہیں۔ کہ میں جھوٹا ہوں"۔

(بدر ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء)

(۲) "مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے۔ کہ تا تین کے خیالات کو محو کر کے پھر ایک خدا کا جلال دنیا میں قائم کرے"۔ (اشتہار چندہ منارۃ المسیح)

(۳) "آنحضرتؐ نے مسیح موعودؑ کے آنے کی خبر دی۔ اور فرمایا۔ کہ اس کے ہاتھ سے عیسائی دین کا خاتمہ ہوگا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ ان کی صلیب کو توڑے گا"۔ (شہادۃ القرآن صـ۱۲)

ان عبارتوں کو ذکر کرنے کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"احمدی دوستو! مسیح موعود آیا۔ اور چلا بھی گیا۔ تثلیث اور عیسائیت بجائے فنا ہونے کے ترقی پر ترقی کر رہی ہے"۔ (تعلیمات صـ۲۳)

جواب:۔ ان ہر سہ عبارتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا مقصد اور انتہا ذکر فرمائی ہے۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ میری زندگی میں ہی سب کچھ ہو جائے گا۔ مسیح موعود کا کام کسر صلیب تھا۔ چنانچہ جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کام کو سرانجام دیا ہے۔ اس کا درست اور پورا اندازہ تو وہی شخص کر سکتا ہے۔ جسے صلیبی مذہب کی واقفیت ہو۔ اور اس نے احمدیہ لٹریچر پڑھا ہو۔ لیکن عیسائی پادریوں سے احمدیوں کے مناظرات کی کیفیت دیکھ کر ہر شخص ہی اس حقیقت کو بآسانی پا سکتا ہے۔ کسر صلیب کے معنے شارع بخاری کے نزدیک جو اسے الہاماً معلوم ہوئے ہیں۔ یہ ہیں۔ کہ:۔

"فتح لی ہنا معنی من الفیض الالٰہی وہو ان المراد من کسر الصلیب اظہار کذب النصاریٰ حیث ادعوا ان الیہود صلّبوا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام علےٰ اخشب فاخبروا اللہ تعالیٰ فی کتابہ العزیز بکذبہم وافتراءہم"۔ (عمدۃ القاری فی شرح البخاری جلد ۵ صـ۵۸۴ مطبوعہ مصر)

یعنی کسر صلیب سے مراد یہ ہے۔ کہ نصاریٰ کے اس زعم باطل کا ابطال کیا جاوے۔ کہ مسیح مصلوب ہو گئے تھے۔ خدا تعالےٰ نے اسکی تردید اور تکذیب قرآن مجید میں بھی کی ہے۔

خدا کے نبی ایک پاک مقصد کو لے کر آتے ہیں۔ ان کا فرض دلائل کی تبلیغ اور براہین کی رو سے اتمام حجت کرنا ہوتا ہے۔ خود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھ چکے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"قرآن بلکہ ہر ایک مذہبی اور اخلاقی کتاب اور مصنف کا فرض صرف اتنا ہی ہوتا ہے۔ کہ وہ اختلافی امور میں اپنی رائے کا اعلان کر دے۔ اور کہہ دے چنانچہ یہی اصول ایک ریفارمر نے بتایا ہے۔ ؎

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
تم آگے چاہو مانو یا نہ مانو

(اخبار اہلحدیث ۲۷ رجون ۱۹۳۰ء صفحہ)

نبی اپنی زندگی میں اس فرض کی ادائیگی کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ اور اسے ادا کر دیتا ہے۔ لیکن چونکہ مذہب کی قبولیت میں جبر نہیں۔ اس لئے ان کا مشن آہستہ آہستہ کامیاب ہوتا ہے۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انتہائی مقصد کا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ یہ مقصد اس عرصہ میں (جو آپ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔ یعنی تین صدیاں) حاصل ہو۔ مگر ترقی تدریجاً ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد اعظم یہی تھا۔ کہ کفر و شرک کا بکلی خاتمہ ہو جاوے۔ اور دین اسلام ہی غالب ہو جاوے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ (الصف) لیکن کیا آج چودہ سو سال گذرنے کے باوجود تعداد و دنیاوی شوکت میں کفار و مشرکین زیادہ نہیں۔ پھر کیا آپ اسلام کو بھی خیرباد کہہ دیں گے؟

آنحضرت صلعم کے متعلق بخاری شریف میں لکھا ہے۔ لن یقبضہٗ اللہ حتّٰی یقیم بہ الملۃ العوجاء (جلد ۳ صفحہ ۱۳۶) خدا تعالےٰ آپ کو فوت نہ کریگا۔ جب تک کہ ٹیڑھے دینوں کو درست نہ کر دیوے۔ خود حضورؐ نے فرمایا۔ انما الماحی الذی یمحو اللہ بہ الکفر (مشکوٰۃ) میں وہ الماحی ہوں۔ جس کے ذریعے سے اللہ تعالےٰ کفر کو مٹا دے گا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا سب دین ٹھیک ہو گئے۔ اور کیا سارا کفر مٹ گیا۔ زرقانی میں لکھا ہے:۔

"فی فتح الباری استشکل بانہ ما انمحی من جمیع البلاد"۔ کہ اس حدیث پر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کفر ابھی ساری دنیا سے نہیں گیا (الخ زرقانی شرح مؤطا جلد ۴ صفحہ ۳۵۰)

اس قسم کے جملہ اعتراضات کا جواب یہ ہے۔ کہ سنت الٰہی اسی طریق پر واقع ہوئی ہے۔ کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو روحانی غلبہ تو فی الفور دے دیتا ہے۔ ان کے دشمن دلائل و براہین کی رو سے عاجز و تہیدست ہو جاتے ہیں۔ لیکن ظاہری غلبہ تدریجاً دیا کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ افلا یرون انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون۔ کیا یہ لوگ اتنا نہیں دیکھتے۔ کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ پھر یہ کفار کس طرح غالب آ سکتے ہیں۔ بلکہ انجام کار غلبہ ہمارے رسولوں کو ہی حاصل ہوگا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی بھی اسی منہاج پر ہے۔ دلائل و معقولات کا وہ ذخیرہ آپ نے پیدا کیا ہے۔ کہ غیر احمدی بھی دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں اس سے کام لیتے ہیں۔ اور ظاہری طور پر بھی احمدیت کو جو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی حاصل ہو رہی ہے۔ یہ اس کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے۔ عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹ چکا ہے۔ اور تثلیث کا بت مسیحائے زماں کی ضرب کاری سے ریزہ ریزہ ہو رہا ہے۔ اور عیسائی دنیا خود ان عقائد کو نفرت سے ترک کر رہی ہے۔ اور احرار یورپ بھی تین کے خیالات کو چھوڑ کر توحید کی طرف آ رہے ہیں۔ صلیب شکستہ ہو گئی۔ کیونکہ ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح مصلوب نہ ہوئے تھے۔ اور وہ دن دروازے پر کھڑے ہیں۔ جبکہ عیسائی مذہب دنیا سے پورے طور پر مٹ جائے گا۔ مبارک ہیں وہ جو وقت کو شناخت کریں۔ اور مسیحائے وقت کی آواز پر لبیک کہیں۔

(ابوالعطا جالندھری) (مولوی فاضل)

چند مفید کارآمد حوالے

(۱) اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۱۹ راپریل ۳۷ء بنگلور کے وہابیوں کے متعلق "اہلحدیث کی حالت" کی سرخی سے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"جماعت اہلحدیث بنگلور کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر ایک سلیم الطبع اور عقلمند انسان کا دل پاش پاش ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان پر اس قدر جمود طاری ہو گیا ہے کہ آئندہ ترقی کی امید رکھنا بیکار معلوم ہو رہا ہے۔ میدان کی مسجد اہلحدیث ویران پڑ گئی ہے۔ اور کئی مہینوں سے اس میں ایک امام تک نہیں"۔ صفحہ ۱۲

(۲) ہندوؤں کے مندر

آریہ سماج اور ان کے مندروں کی حالت کا نقشہ آریہ گزٹ فروری ۳۷ء میں بالفاظ ذیل شائع ہوا ہے۔ کہ:۔

"ان تیرتھوں اور مندروں میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ قلم میں طاقت نہیں۔ کہ اس کو بیان کر سکے۔ ان تیرتھوں میں شیطانوں اور بدمعاشوں نے بڑے بھاری اندر جال پھیلا رکھے ہیں۔ یہ بگلا بھگت اور شیطان نما انسان بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معمولی بات سمجھتے ہیں۔ ..... سینکڑوں گھرانوں کی باعصمت پاکیزہ عورتیں اور لڑکیاں ان شیطانوں کی حرص کا نشانہ بن چکی ہیں۔ اگر ہم ان خوفناک اور خطرناک کارستانیوں کا پورا نقشہ کھینچیں۔ تو پبلک کانپ اٹھے"

(۳) زمانہ حال کے علماء سوء وغیرہ کی حالت

(اچھرہ جو لاہور کے قریب ہے۔ اس میں) خوفناک۔ ریش بردار سیاہ کار اور سیاہ دل۔ مسخ صورت ملاؤں کی ایک بڑی جماعت رہتی ہے۔ جو سب کے سب حاجی اور مولوی اور ملاں ہیں۔ جن کی روزانہ بدافعالیاں دیکھ کر زمین و آسمان لرزتے ہوں گے۔ غرض زنا۔ چوری قتل۔ ڈاکہ زنی سب ان حاجیوں اور ملاؤں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہیں۔ لیکن سب کے سب مونچھوں کے درمیان بڑا پھاٹک چھوڑتے ہیں۔ ڈاڑھیاں گز گز بھر

(الاصلاح ۱۵ راپریل ۱۹۳۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

۴۷۵۵۔ میں احمد بی بی زوجہ چودھری غلام حیدر صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر تخمیناً تیس سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ڈھپئی ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ ۳/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد منقولہ از قسم زیور طلائی ۱۳ تولہ اور از قسم زیور چاندی دو سیر ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنا مہر اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ میں اپنے زیور کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے وقت مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ بھی کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں اپنی وصیت سے کچھ ادا کر دوں۔ تو وہ میری وصیت سے مجرا سمجھا جائے گا۔ ۳ ۳/۳۷

العبد:۔ احمد بی بی اہلیہ چودھری غلام حیدر بی۔اے۔ موضع ڈھپئی متصل کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ غلام محمد منیجر نصرت گرلز سکول قادیان۔ گواہ شد:۔ غلام حیدر بی۔اے مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

۴۷۵۶۔ میں رحیم بی بی بیوہ چودھری محمد خاں صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر تخمیناً ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن موضع ڈھپئی ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ ۳/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد منقولہ از قسم زیور طلائی ۴ تولہ اور از قسم زیور چاندی قیمت اسّی روپے نقد مبلغ یکصد روپیہ۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنے زیورات اور نقدی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے وقت مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ بھی کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ وارث ہوگی۔ اگر میں اپنی وصیت سے کچھ ادا کر دوں۔ تو وہ رقم میری وصیت سے مجرا سمجھا جائیگا۔ ۳ ۳/۳۷

العبد:۔ رحیم بی بی زوجہ چودھری محمد خاں صاحب موضع ڈھپئی ڈاکخانہ کوٹلی لوہاراں۔ ضلع سیالکوٹ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ غلام محمد منیجر نصرت گرلز سکول قادیان۔ گواہ شد:۔ غلام حیدر بی۔اے مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

(الفضل میں وصیتوں کی تعداد شائع کرنے کے متعلق قادیان میں باہتمام چودھری علاء الدین صاحب درویش فارسی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان سے مرتب ہو کر شائع ہوئی)

دوڑ و گذرتی جارہی ہے چودھویں صدی

ہوتا ہے جب بھی موسم گرما شباب پر
چھاتی ہیں وہ گھٹائیں جو بارش سی ہوں لدی
بڑھتی ہیں جب بھی کفر و جہالت کی شوخیاں
آتے ہیں اس جہان میں غارتگرِ بدی
بس آج بھی یہ مادر گیتی ہے وجد میں
مدت سے تھی جو تشنہ لبِ کیف سرمدی
یعنی مسیحِ پاک کا اب ہو گیا نزول
سن لیں بگوشِ ہوش یہ ہندی و سرحدی
آنا تھا جس نے آچکا اب کس کا انتظار
دوڑ و گذرتی جارہی ہے چودھویں صدی
دیکھیں گے آپ مرکبِ باطل کی ماندگی
میداں میں آگیا ہے لوِ رہوارِ احمدی
ہوگا ضرور ہوگا اب اسلام کو فروغ
دنیا میں آگئے ہیں مسیحِ محمدی
احسن خدا سے گر تجھے ہونا ہے ہمکلام
بن قادیاں کے مکتبِ عرفاں کا مبتدی

(احسن صدیقی از گوجرہ)

اکسیر حیات

امرت بوٹی

امرت بوٹی ہر شخص کے لئے ایک نئی زندگی اور نئی طاقت و کامیابی کا زندہ پیغام ہے۔ بیرسٹروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ طالب علموں۔ کلرکوں کے لئے حیات بخش ہے۔ غلط کار نوجوانوں۔ جریان۔ کثرت احتلام۔ کمی باہ کا تریاق ہے۔ بے زبان عورتوں کی بے قاعدگی ایام ماہواری بسفید رطوبت۔ بے اولادی کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ تازہ خون پیدا کرنا اور جسم کا وزن بڑھا دینا اس کا ادنےٰ کرشمہ ہے۔ ہر موسم میں ہر عمر والے انسان کے لئے کامیاب ہے۔ قیمت ۵۰ گولی عہ

منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

تندرستی

تندرست دانتوں اور مضبوط مسوڑوں پر منحصر ہے

پائیرس ٹوتھ پوڈر ۱

دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر وہ جگہ نہ چھوڑ چکے ہوں۔ ان کو اپنی جگہ پر جما دیتا ہے۔ منہ سے بدبو آنے کو روکتا ہے۔ پائیریا کے جراثیم اس سے مر جاتے ہیں۔ سرد گرم پانی اگر دانتوں میں درد کرتا ہو۔ تو اس سے آرام آجاتا ہے۔

پائیرس پوڈر ۲

دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا دیتا ہے خوشبودار ہے۔ دانتوں کی میل کو کاٹ کر مضبوط کرتا ہے۔

قیمت ہر دو پوڈر بارہ آنے۔

منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

عہ مراد ہے اہل جہاں